میں جائز کرتا ہے کہ جب ایسا نہ کرنا ایک شخص کو زنا پر مجبور کر دے۔ گویا حالت اضطرار میں اسے جائز قرار دیتا ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سورہ المومنون کی آیت وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ ○ (۲۳:۵-۷)، "اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک یمین میں ہوں کہ ان پر محفوظ نہ رکھنے میں وہ قابل ملامت نہیں ہیں، البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں، وہی زیادتی کرنے والے ہیں" کو بنیاد بناتے ہوئے اسے قطعاً حرام قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں مرد اور عورت کے لیے شہوت کی تسکین کے صرف دو ذرائع کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ اس کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ہاتھ سے نکاح کرنے والے کو ملعون اور آخرت میں دوزخ میں داخل ہونے والا قرار دیا گیا ہے۔ عقلی طور پر بھی دیکھا جائے تو جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا کہ ایک ایسے شخص کے لیے جو شادی شدہ بھی ہو، بیوی کو ہزارہا میل دور چھوڑ کر قضاء شہوت کے لیے وہ ذریعہ اختیار کرنا جسے ان آیات میں "عدوان" کہا گیا ہے، کسی طرح درست نہیں کہا جا سکتا۔

ایسی خاتون جو اپنے شوہر کی دین سے ناواقفیت کی بنا پر آزمائش کا شکار ہے، اسے بہرحال اپنی عفت و عصمت کی پوری حفاظت کرتے ہوئے روزہ، تلاوت قرآن اور نماز سے مدد لینی چاہیے۔ وہ فی الواقع ایسی حالت میں تقویٰ کے لحاظ سے اپنے شوہر سے کہیں زیادہ افضل مقام رکھتی ہے۔ یہی رویہ اسے اپنے سسرال والوں کے ساتھ رکھنا چاہیے، یعنی بھلائی اور احترام کے ساتھ پیش آنا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے شوہر کو توفیق دے کہ وہ نہ صرف اپنی غلطی کا اعتراف کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں بلکہ وہ آپ کے حقوق کی ادائگی میں احسان کا رویہ اختیار کریں۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

سب سے اچھی دعا

س: دعائیں تو ہم مانگتے رہتے ہیں۔ یہ بتایئے کہ اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ دعا کون سی ہے جو اس سے مانگی جائے۔ عام لوگ تو اپنے مطلب کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں؟

ج: عام لوگ ہوں یا خاص لوگ، سب ہی اللہ کے محتاج ہیں اور سب کا مقصود و مطلوب، آخرت کی سرخروئی و کامیابی، جنت کا حصول اور دنیا کی بھلائی اور کامیابی ہے۔ دنیا سے اللہ کے خاص بندے بھی صرف نظر نہیں کر سکتے۔ دنیا کی زندگی کو اللہ کے حکم کے مطابق گزارنا ہی دین ہے۔ خاص ہوں یا عام بہرحال ہر بندے کو اسی دنیا میں زندگی گزار کر آخرت کی سرخروئی حاصل کرنی ہے۔ اس لیے یہ دعا سکھائی گئی ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ ۲:۲۰۱)

اے ہمارے رب، ہمیں دنیا کی زندگی میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہم کو آتش جہنم کے عذاب سے بچا۔

خدا کے مقبول بندے صرف یہی نہیں کہ آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا کی بھلائی کی بھی دعا کرتے ہیں، بلکہ دنیا کی بھلائی کا تذکرہ پہلے کرتے ہیں اور آخرت کی بھلائی کا تذکرہ بعد میں۔ اس لیے کہ واقعہ کے لحاظ سے بھی دنیا کی زندگی پہلے ہے، اس سے پہلے سابقہ پڑتا ہے اور آخرت کی زندگی بعد میں ہے، اس سے بعد میں سابقہ پڑے گا۔ اور اس لیے بھی کہ آخرت کو بنانے اور وہاں سرخروئی حاصل کرنے اور خدا کو راضی کرنے کا واحد ذریعہ بھی ہمارے پاس صرف یہی دنیا کی زندگی ہے جو پہلے ملی ہے، اسی کی بدولت ہم آخرت میں جنت حاصل کر سکیں گے۔ یہی ہماری واحد پونجی ہے۔ یہ اگر ہم نے ضائع کر دی تو پھر جنت حاصل کرنے اور خدا کی رضا پانے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اسی زندگی کو دیکھ کر حشر کا منصف ہمارے بارے میں جنت کا فیصلہ کرے گا یا جہنم کا، اس لیے بندہ دنیا کو اہمیت دیتا ہے۔ اپنی دعا میں پہلے اسی کا ذکر کرتا ہے، اور اس کی بھلائی کا طالب بھی ہوتا ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے کہ جو مومن مرد اور مومنہ عورت بھی نیک عمل کرے گی اور وہ صاحب ایمان بھی ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ حیات طیبہ عطا فرمائے گا۔ دنیا میں حیات طیبہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، اسی لیے بندہ مومن اس کی دعا کرتا ہے۔ دراصل ہر بندہ عاجز و درماندہ ہے۔ اس زندگی میں بھی ایک ایک سانس کے لیے اللہ کا محتاج ہے اور اس زندگی میں بھی اللہ کی نظر عنایت نہ ہو تو وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ زندگی کے ہر ہر لمحے کے لیے وہ خدا کا محتاج ہے۔ اس عاجزی، بے بسی، بے مائیگی اور سراسر احتیاج کا حقیقی اور گہرا احساس ہی بندے کی اصل متاع ہے اور جن بندوں کا یہ احساس جس قدر گہرا ہے، وہی خوش نصیب، خدا کے خاص بندے ہیں۔ اسی شان بندگی پر خدا کو پیار آتا ہے، اسی احساس بندگی سے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی ہیں اور انھی دھڑکنوں کی ترجمان دعا ہے۔

دعا دراصل صرف ان الفاظ کو زبان سے ادا کر لینے کا نام نہیں ہے، جن کو دعا کے لیے ہم استعمال کرتے ہیں یا جو ہم نے دہرانے کے لیے رٹ لیے ہیں۔ دعا دل کی کیفیت، عجز و احتیاج اور دھڑکنوں کو زبان سے بیان کرنے کا نام ہے۔ وہ الفاظ جن میں عجز و احتیاج اور زندگی و بیچارگی کی چاشنی نہ ہو، وہ دعا نہیں ہے، دعا کا مظاہرہ ہے۔ دعا کے مظاہرے کی تخفیف ہرگز مقصود نہیں ہے، مگر حقیقت میں دعا وہی ہے جو اس گہرے احساس اور قلب کی اس کیفیت کے ساتھ مانگی جائے کہ بندہ واقعی، سراپا احتیاج و بے مایہ ہے اور دینے والی ذات صرف وہی ہے جس کے حضور ہاتھ پھیلا کر وہ بھیک مانگ رہا ہے۔ اس پہلو سے سوچیں تو نہ کوئی عام

ہے نہ خاص' ہر ایک محتاج و بے نوا ہے بلکہ اپنے تذلل اور احتیاج کا جس کو زیادہ احساس ہے' وہی خاص ہے۔

پھر یہ بھی ایک روشن حقیقت ہے کہ بندہ دونوں جہاں میں اپنے رب کی توجہ' عنایت' کرم اور مدد کا محتاج ہے۔ اس لیے ایسا سمجھنا کہ دنیا کے مقاصد کے لیے رب سے دعائیں مانگنا کچھ کم تر درجے کی بات ہے' صحیح نہیں ہے بلکہ دنیا کے لیے دعا نہ مانگنا کم تر درجے کی بات ہے۔ اپنے مقاصد کے لیے رب کے حضور گڑگڑاتا اور مانگتے رہنا ہی بلندی کی بات ہے۔ اپنی ہر بشری اور دینوی ضرورت اور اخروی کامیابی کے لیے برابر مانگنا اور اس کے آگے جھولی پھیلانا ہی شان بندگی ہے۔ اللہ کی رحمت اور فیضان کرم کے دروازے اسی خوش نصیب بندے کے لیے کھلتے ہیں جو اس کے حضور ہاتھ پھیلاتا ہے اور عجز و تذلل کے ساتھ دعا کی توفیق پاتا ہے۔

اللہ سے مانگنے کے لیے سب سے اچھی دعا کون سی ہے؟ اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے میں اللہ کے سچے رسولؐ کی زبان سے آپ کو بتاتا ہوں۔ اس میں یہ بات بھی ہے کہ سب سے اچھی دعا کیا ہے اور یہ بھی اسی میں مضمر ہے کہ دنیا کے لیے دعا کرنا بھی مطلوب و پسندیدہ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے ایک روایت منقول ہے: **قال قال رسول اللہ ﷺ من فتح له منکم باب الدعا فتحت له ابواب الرحمة وما سئل شیئاً یعنی احب الیه من ان یسال العافیة (جامع ترمذی)**'
"حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا: "تم لوگوں میں سے جس شخص کے لیے دعا کا دروازہ کھل گیا سمجھ لو کہ اس کے لیے رحمت و نوازش کے دروازے کھل گئے اور بندے کی دعاؤں میں سب سے اچھی دعا جو اللہ سے مانگی جائے وہ یہ ہے کہ اس سے عافیت کی دعا کی جائے"۔

"عافیت" بہت ہی جامع لفظ ہے۔ بلاشبہ اس لفظ میں آخرت کی عافیت' وہاں کی سلامتی' وہاں کے رنج و خوف سے حفاظت اور وہاں کی سرخروئی اور اطمینان و سکون بھی شامل ہے لیکن یہ لفظ زبان سے ادا کرتے ہوئے ذہن پہلے دنیا کی عافیت اور یہاں ہر طرح کے ظاہری اور باطنی آفات و مصائب سے حفاظت اور سلامتی و عافیت کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ بندہ عافیت کی دعا کر کے ہر طرح کے آلام و مصائب' امراض و پریشانی' ذہنی و جسمانی دکھ درد' معذوری و لاچاری' فقر و فاقہ' لوگوں کے ظلم و اذیت اور خدا کی ناراضی و غضب' غرض ہر طرح کی ظاہری باطنی مصائب و آلام' تمام دینوی اور اخروی رنج و خوف سے عافیت اور حفاظت کی دعا کرتا ہے۔

عافیت و امن کے جامع مفہوم کو نظر میں رکھ کر غور کیجیے کہ جو شخص اس مفہوم میں اللہ سے واقعی

عافیت کا طالب ہے، وہ حقیقت میں اپنی عاجزی، بے بسی، تذلل اور بے کسی کا گہرا احساس رکھتا ہے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے اس احساس عجز کا اظہار کرتا ہے کہ اے پروردگار، میں ہر ہر لمحے تیری عنایت توجہ اور رحم و کرم کا محتاج ہوں۔ تیرا کرم نہ ہو تو میں ایک سانس بھی نہیں لے سکتا۔ تیرا کرم نہ ہو اور تو نہ بچائے تو اپنے بل بوتے پر میں ہرگز کسی بڑی یا چھوٹی مصیبت سے نہیں بچ سکتا۔ تیری عنایت نہ ہو تو میں اپنی جان اور اپنے جسم کو کسی ظاہری اور باطنی آفت و مصیبت سے ہرگز نہیں بچا سکتا۔ میں انتہائی عاجز، بے بس اور سراپا احتیاج ہوں، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی۔ یہی کیفیت و احساس، شان بندگی ہے اور یہی کمال عبدیت ہے اور یہی بندے سے اللہ کو مطلوب ہے۔ اسی لیے بندے کی یہ دعا کہ پروردگار دنیا اور آخرت میں سلامتی اور عافیت عطا فرما، بندے کی وہ دعا ہے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اس دعا کی توفیق اس بندے کو نصیب ہو سکتی ہے جس کو اپنے عجز و تذلل کا واقعی احساس ہو اور ایسا ہی بندہ خدا کی رحمت و نوازش بیکراں کا مستحق ہوتا ہے۔ اسی حقیقت کو اللہ کے رسولؐ نے اپنے لفظوں میں یوں واضح فرمایا کہ تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھل گیا، یعنی دعا کرنا نصیب ہو گئی، اس کے لیے اللہ کی رحمت و کرم کے دروازے کھل گئے۔

لہٰذا ہر بندہ مومن کو رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ جیسی جامع دعا کو اپنے روز مرہ معمول کا حصہ بنا لینا چاہیے۔ (محمد یوسف اصلاحی)

وضاحت

گذشتہ ماہ "رسائل و مسائل" کے تحت تینوں سوالات کے جواب مولانا عبدالمالک نے تحریر فرمائے تھے۔ مولانا کا مکمل نام شائع ہونے سے سہواً رہ گیا۔ (ادارہ)

گذشتہ ماہ کے اشارات کا انگریزی ترجمہ جماعت اسلامی کے ویب سائیٹ

www. Jamaat.Org

پر ملاحظہ کیجیے۔ (ادارہ)